سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۷۳

آدابِ عشقِ رسول ﷺ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۷

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر یں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

واعظ :عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۳؍ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۲؍ستمبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

تاریخ اشاعت : ۲؍شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱؍مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

عنوانات

آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[۱]

اللہ تعالیٰ کی محبت کا راستہ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ اپنی امت سے فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ اللہ تعالیٰ کی محبت کا طریقہ یہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو۔ اس پر ایک بات عرض کرتا ہوں کہ جتنا قدم قیمتی ہوتا ہے اتنا ہی قیمتی نقشِ قدم ہوتا ہے اور پوری کائنات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمِ مبارک سے بڑھ کر کسی مخلوق کا قدم نہیں ہے، اس لیے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو یعنی جس اللہ سے محبت کرنی ہے وہ قرآن میں آیت نازل فرما رہے ہیں اور اپنے محبوب سے کہلوا رہے ہیں کہ فَاتَّبِعُوْنِیْ میری اتباع کرو یعنی جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عطا فرمائیں اس کو سر آنکھوں پر رکھ لو اور جس بات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمائیں اس سے بچ جاؤ۔ جس شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِرشادِ مبارک میں اور اللہ تعالیٰ کے اِرشاد مبارک میں فرق کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک کی قدر نہ کی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[۲]

۱؎ اٰل عمرٰن: ۳۱

۲؎ الحشر: ۷

میرے رسول تم کو جو احکام عطا فرمارہے ہیں اُن کو سر آنکھوں پر رکھ لو اور جس بات سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع فرمائیں اُس سے رُک جاؤ۔

قرآنِ پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام بیان کردیا کہ جن باتوں کا ہم نے حکم دیا ہے اُن کو بھی کرو اور جن باتوں کا حکم ہمارا رسول دے اُن کو بھی کرو اور جن چیزوں سے ہم نے منع کیا ہے ان سے بھی رُکو اور جن چیزوں سے ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع کرتے ہیں ان سے بھی رُکو۔ خبردار! میرے احکام میں اور میرے رسول کے احکام میں فرق نہ کرنا، کیوں کہ میرے نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، وہ میرے ہی فرمان کے ناقل اور میرے ہی فرمان کے سفیر ہیں، ان کا فرمان میرا ہی فرمان ہے، وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے ہیں، جس چیز کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلتا ہے۔

محبت کی دو قسمیں

معلوم ہوا کہ ہر محبت اللہ کے یہاں مقبول نہیں۔ محبت کی دو قسمیں ہیں: ایک محبت مقبول اور ایک محبت مردود، یعنی غیر مقبول جیسے عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل پڑھے۔ بخاری شریف کی حدیث میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل جائز نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بھئی! ہمیں تو اللہ میاں سے محبت کرنی ہے اور وہ اخلاص کے ساتھ دروازے بند کرکے نفلیں پڑھے اور اخلاص بھی اتنا کہ اسے نہ بیوی بچے دیکھ رہے ہیں، نہ کوئی مخلوق دیکھ رہی ہے، خالص اللہ کے لیے نفلیں پڑھ رہا ہے، مگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے نہ اس کا اخلاص قبول، نہ اس کے نفل قبول، لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ پاک کی محبت اتباعِ سنت کے ذریعے ملتی ہے۔

عشقِ رسول کی بنیاد اتباعِ رسول ﷺ ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں یہی بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر فدا تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ فرمارہے تھے،

کچھ لوگ کھڑے ہوئے تھے، آپ نے ان کے لیے ارشاد فرمایا، اِجْلِسُوْا یعنی بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے لیے محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ بَعْدَ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ کَانَ یَشْبَہُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [۳]

یعنی خلفائے راشدین کے بعد سب سے افضل صحابی تھے۔ اور اپنی صورت کے اعتبار سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل مبارک سے بہت مشابہ تھے۔

تو حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سنا، تو وہیں مسجد کے دروازے پر جوتوں میں بیٹھ گئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ لیا اور فرمایا: عبد اللہ ابنِ مسعود اندر آجاؤ۔ محدثین لکھتے ہیں یہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود کی انتہائی قدر اور نگاہِ رسالت میں انتہائی شانِ محبوبیت کی علامت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوارا نہیں ہوا کہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود جوتوں میں بیٹھ جائیں، لیکن حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود کی اتباع دیکھیے کہ انہوں نے اگر مگر نہیں لگایا، جو اگر مگر لگاتا ہے وہ عاشق نہیں ہوتا۔ ایک اللہ والے بزرگ فرماتے ہیں ؎

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

جو یہ کہے کہ اگر ہم داڑھی رکھ لیں گے تو بیوی کی ناراضگی تو برداشت ہو جائے گی، مگر لوگ کیا کہیں گے؟ تو سمجھ لو یہ اگر مگر کرنے والا عاشق نہیں ہے۔

نافرمانیٔ رسول کے ساتھ عشقِ رسول کا دعویٰ باطل ہے

جب بخاری شریف میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور تمام زندگی مبارک آپ نے ایک مشت داڑھی

[۳] مرقاۃ المفاتیح: ۲۸۶/۱، باب الکبائر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

رکھی، جملہ نبیوں نے رکھی، تمام صحابہ نے رکھی، اتباعِ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں دکھاؤ۔ آپ کے فرمان عالیشان کے پرخچے اُڑاتے ہو، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہو اور محبت اور عاشقی کا دعویٰ کرتے ہو۔ عربی شاعر کہتا ہے۔

تَعۡصِی الرَّسُوۡلَ وَاَنۡتَ تُظۡهِرُ حُبَّهٗ

گھر میں تصویر لگانے کی حرمت

آہ! آج امت کے لوگوں کو کیا ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کے پرخچے اُڑا کر محبت کا دعویٰ ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تصویروں کو گھروں میں مت رکھو، جہاں تصویریں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ آج امت کے گھر گھر میں تصویریں لگی ہیں، لیکن دعوائے عشقِ رسول میں سب سے آگے ہیں۔ نافرمانی کے ساتھ یہ کون سی عاشقی ہے؟ کیا محبت کا یہی حق ہے؟

اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کیا شان تھی کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناشتہ کی دعوت دی، آپ ناشتے کے لیے جب ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ گھر میں تصویر تھی۔ فرمایا کہ عمر ایسے گھر میں ناشتہ نہیں کرے گا جس میں نافرمانیٔ رسول ہو رہی ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کی خلاف ورزی کی جارہی ہو، ہم ایسے ناشتے سے باز آئے۔ یہ محبت ہے، اِس کا نام عشق ہے۔

آج امت کو دیکھ کر دل کُڑھتا ہے، وظیفے خوب پڑھ رہے ہیں، لیکن گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں ہے۔ ایک مرنے والے پر سورۂ یٰسین کے کئی ختم ہوئے، مگر اس کی روح نہیں نکلی۔ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے فرمایا کہ وہ لوگ مجھے لے گئے تھے کہ تین دن ہو گئے ہیں مگر روح نہیں نکل رہی ہے، حالاں کہ ہزار دفعہ یٰسین شریف پڑھی جاچکی ہے، میں نے دیکھا کہ وہاں لیاقت علی خان کی تصویر لگی ہوئی تھی، میں نے کہا کہ تصویر رکھتے ہوئے سورۂ یٰسین شریف کا عمل کر رہے ہو، نافرمانیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نحوست سے رحمت کے فرشتے گھر میں کیسے آئیں گے؟ لہٰذا ابھی تصویر نکالو، چناں چہ جیسے ہی تصویر ہٹائی گئی فوراً ہی روح نکل گئی۔ تو عشقِ رسول نام ہے اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ سنت پر جان دے دو، چاہے دنیا کچھ ہی کہتی رہے اور آپ کا کتنا ہی مذاق اڑائے۔

ٹخنے چھپانا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نافرمانی ہے

بخاری شریف کی حدیث ہے مَاۤ اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ مِنَ الۡاِزَارِ فِی النَّارِ[۴] جس کا ٹخنہ اوپر سے آنے والے لباس مثلاً شلوار، پاجامہ، لنگی وغیرہ سے چھپا رہے گا اُتنا حصہ جہنم میں جلے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو تکبر سے ایسا کرے گا اِس حدیث کو لے کر آج لوگ خوب ہوشیاریاں اور چالاکیاں دِکھا رہے ہیں کہ صاحب میرا ٹخنہ تکبر کی وجہ سے نہیں ڈھک رہا ہے، حالاں کہ کبھی کسی صحابی نے ٹخنہ نہیں ڈھکا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیٹ نکلا ہوا تھا اِس لیے آپ کا پاجامہ لٹک جاتا تھا، لیکن آپ ہر وقت اُس کو اہتمام سے اوپر کرتے رہتے تھے اور وحیٔ الٰہی سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ رسالت سے اس بات کا اعلان ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق تکبر سے پاک ہیں۔ آج کے زمانے میں کس کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمایا؟ کس کے لیے وحی نازل ہوئی؟ لہٰذا جو لوگ ٹخنے ڈھک رہے ہیں وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ایک لاکھ حدیثیں بمع راویوں کے ناموں کے زبانی یاد تھیں، وہ فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر ۶ میں تمام حدیثیں سامنے رکھ کر فیصلہ لکھتے ہیں:

فَاِنَّ ظَاھِرَ الۡاَحَادِیۡثِ یَدُلُّ عَلٰی تَحۡرِیۡمِ الۡاِسۡبَالِ

یعنی چاہے تکبر ہو یا نہ ہو ہر حال میں ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔

علامہ ابنِ حجر عسقلانی حافظ الحدیث ہیں جنہیں ایک لاکھ حدیثیں مع اسناد کے زبانی یاد تھیں اور جنھوں نے بخاری شریف کی ۱۴ جلدوں میں شرح لکھی ہے، ان سے بڑھ کر آج کوئی کیا حدیث بیان کرے گا؟ آج تو چند کتابیں پڑھ لیں اور علامہ بن گئے، یہ لوگ علامہ نہیں ضلّامہ ہیں۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی تمام مجموعۂ احادیث کی روشنی میں فرماتے ہیں فَاِنَّ ظَاھِرَ الۡاَحَادِیۡثِ یَدُلُّ عَلٰی تَحۡرِیۡمِ الۡاِسۡبَالِ[۵] تمام احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔

---

[۴] صحیح البخاری: ۸۶۱/۲ (۵۸۰۶)، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، المکتبۃ المظھریۃ

[۵] فتح الباری للعسقلانی: ۲۶۳/۱۰، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، دار المعرفۃ، بیروت، ذکرہ بلفظ واما الاسبال لغیر الخیلاء فظاھر الاحادیث تحریمہ ایضا

ذکرِ رسول ﷺ کی برکات

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں ایک کتاب لکھی، جس کا نام نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ کتاب عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کا مصنف کتنا بڑا عاشقِ رسول ہے۔ اتنے بڑے عاشقِ رسول کو جو لوگ بدنام کرتے ہیں کل قیامت کے دن ان کو جواب دینا پڑے گا۔ بہرحال جب حضرت تھانوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل پر اس کتاب کو لکھ رہے تھے، اُس زمانے میں تھانہ بھون میں طاعون پھیلا ہوا تھا، تو جس دن کتاب لکھتے قصبہ میں کوئی موت نہیں ہوتی تھی اور جس دن ناغہ ہو جاتا تھا اُس دن کئی اموات ہو جاتی تھیں۔ جب حضرت کو مسلسل یہ روایت پہنچی تو آپ روزانہ لکھنے لگے اور جب روزانہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی شان کو لکھنے لگے تو وہاں طاعون ختم ہو گیا، لہٰذا درود شریف کی کثرت بلاؤں کو ٹالنے کے لیے بھی اکسیر ہے اور ایک درود شریف پر دس درجے بلند ہوتے ہیں، دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا حق بھی ادا ہوتا ہے۔

اُحد اور طائف میں حضور ﷺ کا خونِ مبارک کس لیے بہا؟

بتایئے! اگر آپ کا خونِ مبارک طائف کے بازار میں نہ بہتا اور آپ کے دندانِ مبارک اُحد کے دامن میں شہید نہ ہوتے تو ہم تک کیسے اسلام پہنچتا؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دامن میں اپنے ہاتھوں سے اپنے خونِ مبارک کو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ کیا حال ہے ایسی قوم کا جو اپنے پیغمبر کو لہولہان کرتی ہے اس خونِ نبوّت سے ہم کو اسلام ملا ہے، ورنہ ہم کالک پرشاد اور رام چندر ہوتے۔ بتایئے! سارے عالم میں اسلام کیسے پھیلا؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خونِ نبوّت کے صدقے میں اور صحابہ کے خون کے صدقے میں آج ہم مسلمان ہیں۔

گانے بجانے کی حرمت

اُس پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گانے بجانے کو بھی منع فرمایا ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے، کہیں سے گانے بجانے کی آواز آرہی تھی، آپ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں اور صحابہ سے پوچھتے رہے کہ اب بھی آواز آرہی ہے یا نہیں؟ جب صحابہ نے اطلاع دی کہ اب آواز نہیں آرہی ہے تب آپ نے انگلی مبارک کو کان سے نکالا۔ آہ! جس چیز کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں، آج امت رات دن اسی گانے بجانے میں غرق ہے۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی فرماتے ہیں: اِنَّ الْغِنَاءَ رُقْیَۃُ الزِّنَا[۶] گانا سننے سے زِنا کا مادّہ پیدا ہوتا ہے۔

اور آپ کا قول علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں نقل فرمایا ہے کہ خدا کی قسم! یہ آیت وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ الخ[۷] گانے کے حرام ہونے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ بعض لوگ گانا بجانے والی لونڈیوں کو خریدتے تھے اور ان سے گانے بجانے سنوا کر لوگوں کا مال لوٹتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے مَنْ یَّشْتَرِیْ آیت نازل فرمائی۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ[۸]

گانا بجانا ایسے بے ایمانی پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔

اب اس کو عبادت اور درجۂ قربِ الٰہی سمجھا جاتا ہے، افسوس کی بات ہے یا نہیں؟ جب دین مکمل ہوگیا اور میدانِ عرفات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ[۹] نازل ہوگئی تو جن نافرمانیوں سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اب اُسی نافرمانی کو امت کے بعض نادان لوگ قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

جب میں طبیہ کالج اِلٰہ آباد میں پڑھ رہا تھا تو ریل میں ایک جگہ جارہا تھا، وہاں قوّالوں کی ایک جماعت بھی تھی، وہ ایک شخص کو دعوت دے رہے تھے کہ بھائی صاحب! فلاں کی قوالی

---

۶ کشف الخفاء ومزیل الالباس: ۹۵/۲ (۱۸۱۴)، مکتبۃ العلم الحدیث

۷ لقمٰن: ۶

۸ کنز العمال: ۲۱۹/۱۵ (۴۰۶۵۹)، التغنی المحظور، من کتاب اللھو واللعب، مؤسسۃ الرسالۃ

۹ المآئدۃ: ۳

ہے آپ ضرور آیئے گا۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ قوالی سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ قوالی سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ طبلے بجانے والا طبلچی جب شعر کے آخر میں طبلے پر ہاتھ مارتا ہے تو روح عرشِ اعظم تک چلی جاتی ہے، اللہ کا راستہ نماز، روزے والا تو مشکل راستہ ہے، لیکن یہ طبلے والا راستہ بہت جلد طے ہو جاتا ہے اور آپ طبلے کی ایک تھاپ پر سیدھے عرشِ اعظم پر پہنچ جائیں گے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ میں گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور نعوذ باللہ! یہ طبلے سے عرش پر پہنچ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اشعار ہمارے تمام اکابر نے سنے ہیں، لیکن چار شرطوں کے ساتھ جو میں آگے بیان کروں گا، لیکن حدودِ شریعت کو توڑ کر اشعار اور قوالی سننا حرام ہے۔ میں نے ایک زمانے میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک طرف عشاء کی نماز ہو رہی تھی اور دوسری طرف قوالی ہو رہی تھی، کسی نے بھی نماز ادا نہیں کی، طبلے بج رہے تھے اور بیٹھے گردن ہلا رہے تھے۔ تحقیق کی تو قریبی لوگوں نے بتایا کہ قوالوں نے اس وقت شراب پی ہوئی ہے، یہ رات بھر جاگ نہیں سکتے، نہ اتنی گردن ہلا سکتے ہیں، یہ سب نشے میں ہیں۔ بتایئے! عشاء کی نماز ضروری ہے یا شرابیوں سے قوالی سننا ضروری ہے؟ بعض جگہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ قوالی ہو رہی ہے، پیر صاحب کو سجدہ کیا جا رہا ہے اور نماز کا اہتمام نہیں۔

علامہ شامی ابنِ عابدین فقہ شامی میں اور سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ چار شرطیں ہیں جن سے اشعار کا سننا جائز ہے، چاہے اللہ تعالیٰ کی حمد میں ہوں یا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں نعت شریف ہو تو یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ باعثِ برکت ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ طبلہ سارنگی نہ ہو، طبلہ سارنگی یعنی موسیقی پر حمد و نعت پڑھنا بے ادبی اور اللہ اور رسول کی نافرمانی ہے۔

قصیدہ بردہ کے اشعار کی برکات

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت میں اور آپ کی محبت میں اشعار کہے ہیں جو قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ان سے فرمائش کی کہ اے بوصیری! تم

نے میری محبت میں جو اشعار کہے ہیں وہ مجھ کو سناؤ اور ان کے اشعار سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جھوم رہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں یہ اَشعار عربی زبان میں ہیں۔ اَشعار سننے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بوصیری! کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری برص کی بیماری اچھی ہوجائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب ہی میں ان کے جسم پر اپنا دَستِ مبارک پھیرا اور یمن کی ایک مخطط چادر بطورِ تحفہ عطا فرمائی۔ جب بڑے چھوٹوں کو کوئی چیز دیں اس کا نام تحفہ ہے اور چھوٹا اپنے بڑوں کو دے اس کا نام ہدیہ ہے۔ جب صاحبِ قصیدہ بردہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھلی، تو وہ مخطط یمنی چادر ان کے سرہانے رکھی ہوئی تھی اور ان کی برص کی بیماری بالکل اچھی ہوگئی تھی۔ ایک محدث نے اُسی وقت ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا کہ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولا تو فرمایا کہ تم نے جو اشعار سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنائے تھے ذرا مجھے بھی سنادو۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں اشعار سنائے ہیں، آپ کو اس بات کا کیسے پتا چل گیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جس مجلس میں تم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اشعار سنائے تھے اُس مجلس میں یہ فقیر بھی موجود تھا۔

چار شرائط سے سماع جائز ہے

سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار شرطوں سے سماع یعنی اشعار محبت و معرفت کے سننا جائز ہے۔

پہلی شرط

سامع اہلِ ھویٰ نہ باشد: سننے والا نفس کا بندہ نہ ہو، عشقِ مجازی میں مبتلا نہ ہو، ورنہ عشقیہ اشعار سے اس کو اپنے معشوق یاد آئیں گے، لہٰذا پہلی شرط یہ ہے کہ سننے والا نفس کا غلام نہ ہو، قلب اس کا مجلّٰی مصفّٰی ہو، غیر اللہ سے پاک ہوچکا ہو، تاکہ محبت اور عشقِ الٰہی کی باتوں سے اس کا قلب اللہ ہی کی طرف متوجہ رہے، معشوقانِ مجازی کی طرف نہ جائے۔

دوسری شرط

مضمون خلافِ شرع نہ باشد: اشعار میں جو مضمون ہو وہ شریعت کے خلاف نہ ہو،

آسمان وزمین کے قلابے نہ ملا رہا ہو، کسی کو خدا کے برابر نہ کر رہا ہو، اولیاء اللہ کو با اختیار اور خدا کی حکومت میں شریک نہ سمجھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ! برطانیہ کے بادشاہ کی طرح نہ سمجھ رہا ہو کہ جہاں اصل حکومت وزیر اعظم اور پارلیمنٹ کے ممبر کرتے ہیں اور بادشاہ اپنا خرچہ پانی لے کر صرف دستخط پر گزارہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو ایسا مت سمجھو، سارا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے ؎

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

ہاں آپ وسیلہ مانگ سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگیں، اولیائے کرام کے وسیلے سے کہیں کہ اے اللہ! تیرے جتنے اولیاء ہیں ان کے صدقے اور طفیل میں میری دعا قبول فرمالیں، مگر مانگیں گے خدا ہی سے، وسیلہ پکڑیں گے اللہ کے اولیاء سے لیکن مانگیں گے خدا سے۔

تیسری شرط

آلۂ لہو و لعب نہ باشد: یعنی سارنگی طبلہ نہ ہو، ساز و موسیقی نہ ہو، شریعت کے خلاف چیزیں نہ ہوں۔ میں بڑے درد سے پوچھتا ہوں کہ کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی طبلہ بجایا؟ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی طبلہ بجایا؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اِس دنیا میں تشریف فرما تھے، کیا آپ کی حیاتِ مبارکہ میں کبھی یہ کام ہوا؟ ایک صاحب نے مجھ سے بحث کی کہ قوالی سے دل میں عشق و تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ طبلہ اور سارنگی کے ساتھ جب شعر ہوتا ہے تو دل میں عشقِ الٰہی میں جوش آجاتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو نہیں بتائی، صحابہ نے تابعین کو نہیں بتائی اور تابعین نے تبع تابعین کو نہیں بتائی، یہ راز بس تمہارے سینے میں آگیا! عشقِ الٰہی کی تڑپ کا راز بس آپ کو ملا؟ پھر اس نے توبہ کی۔ یہ بات کشمیر کے رہنے والے ایک صاحب کی ہے، ماشاء اللہ! یہ اور ان کا سارا خاندان بدعات اور خلافِ شرع باتوں سے تائب ہو گیا۔

چوتھی شرط

مسمع کو دک وزن نہ باشد: یعنی جو اشعار سنا رہا ہے وہ بے داڑھی مونچھ کا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ عورتوں اور بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں سے نعت شریف سننا جائز نہیں ہے۔ عورت اگر قرآن شریف بھی سنائے تو عورت سے قرآن شریف بھی سننا جائز نہیں ہے۔ نبی کی بیبیوں کی آواز کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل فرمایا:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ [۱۰]

اے نبی کی بیبیو! اگر تم کو صحابہ سے بات کرنا پڑے، تو اپنی آوازوں کی طبعی نرمی کے خلاف آواز بھاری کر کے بات کرو، ورنہ جن کے دل میں مرض ہے ان میں طمع پیدا ہو گی۔

اسی احتیاط کی وجہ سے صحابہ کو حکم ہو رہا ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ [۱۱]

اے اصحابِ رسول! جب تم نبی کی بیبیوں سے کسی بات کا سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے کرو۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ پہلی اچانک نظر تو معاف ہے لیکن خبردار! کسی کی ماں، بہن، بیٹی پر دوسری نظر مت ڈالنا یہ حرام ہے۔ کیا آج ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بڑھے ہوئے ہیں؟ کہتے ہیں کہ مولانا! ہماری نظر صاف ہے، دل پاک ہے۔ ارے! تو کیا نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر غیر صاف اور غیر پاک تھی؟ یہ سب نفس کی چال ہے کہ خود کو پاک صاف کہہ کر بد نظری کرتا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حمد و نعت کے یا عارفانہ اشعار سننا عبادت ہے۔ آپ رات بھر اشعار سنیے، لیکن حدودِ شریعت نہ ٹوٹیں۔ علامہ قرطبی تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمائش کی کہ فلاں حکیمانہ شعر کہتا ہے، اُس کا کوئی شعر تم کو یاد ہو تو سناؤ؟ انہوں نے ایک شعر سنا دیا۔ آپ نے فرمایا: اور سناؤ، پھر اور سنایا، صحابی کہتے ہیں حَتّٰى اَنْشَدْتُّ مِاَةَ بَيْتٍ میں نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سو اشعار

[۱۰] الاحزاب: ۳۲

[۱۱] الاحزاب: ۵۳

سنائے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ چوبیس صحابہ شاعر تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نعت شریف کہی۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی محبت میں دو شعر کہے ہیں اور کیسے پیارے شعر ہیں۔

لَنَا شَمْسٌ وَ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ

ایک میرا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل ہے کہ ان کے صدقے میں سورج اور چاند پیدا ہوئے۔

فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَشَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَآءِ

آسمان کا سورج نمازِ فجر کے بعد نکلتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء کے بعد مسکراتے ہوئے گھر تشریف لایا کرتے تھے، یہ بھی سنت ہے، لہٰذا جب اپنے گھروں میں داخل ہوں تو سلام کریں اور مسکراتے ہوئے داخل ہوں۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ہاتھ میں تسبیح لیے، آنکھ بند کیے ہوئے، منہ پھلائے ہوئے، معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب بایزید بسطامی سے کم نہیں ہیں، مسکرانا کیا جانیں؟ دوستوں میں تو ہنسیں بولیں گے، لیکن بیوی بے چاری بات کرنے کو ترستی ہے، وہاں جاکے بالکل سنجیدہ اور عرشِ اعظم پر رہنے والے بن گئے، حالاں کہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اس وقت آنکھ بند نہیں کرنی چاہیے، بلکہ مسکراتے ہوئے اپنی بیوی اور گھر والوں کو السلام علیکم کہو۔ بعض لوگ اس لیے غصے میں رہتے ہیں کہ اگر ہم ہنس دیں گے مسکرادیں گے، تو بیوی کے اوپر ہمارا رعب نہیں رہے گا، لہٰذا وہ منہ پھلا کر، آنکھیں سرخ کیے ہوئے فرعون کی طرح گھر میں داخل ہوتے ہیں، یہ بھی حرام ہے اور سنت کے خلاف زندگی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔

اتباعِ سنت پر اہل اللہ کی حرص

جب کسریٰ کے دربار میں کھانے کے دوران حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ہاتھ سے نوالہ گر گیا۔ وہ اسے اٹھا کر کھانے کے لیے صاف کرنے لگے، تو ایک صاحب نے اشارے سے منع کیا کہ ایسا نہ کریں، ورنہ وہ کہیں گے کہ مسلمان قلاش اور سات پشت کے فقیر ہیں، اس میں اسلام کی توہین ہے تو حضرت حذیفہ نے کیسا پیارا جواب دیا أَأَتْرُكُ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللهِ لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ؟ کیا میں ان نادانوں اور بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں؟

اسی طرح آج کل لوگ پیالہ چاٹنے کی سنت پر عمل کرنے سے شرماتے ہیں۔ علامہ شامی نے حدیث نقل کی ہے کہ جب پیالہ چاٹا جاتا ہے تو پیالہ دعا دیتا ہے اَعْتَقَكَ اللهُ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعْتَقْتَنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ[۱۲] خدا تجھ کو جہنم سے بچائے جیسے تو نے مجھے شیطان سے بچایا، کیوں کہ اگر کھانے کے بعد پیالے کو نہ چاٹا جائے تو اس میں لگا ہوا کھانا شیطان صاف کرتا ہے۔ سبحان اللہ! سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت بھی کیا نعمت ہے!

محبت کا انعامِ عظیم

ایک صحابی سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بغیر پلکیں جھپکائے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ آج تم اتنی محبت سے مجھے دیکھ رہے ہو کہ آنکھیں جھپک بھی نہیں رہی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس لیے دیکھ رہا ہوں کہ یہاں تو جب دل تڑپتا ہے تو آ کر آپ کی زیارت کر لیتا ہوں، لیکن جنت میں آپ کا درجہ بہت اونچا ہو گا وہاں ہم آپ کو کیسے دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۱۳] جس کو جس سے محبت ہے وہ اسی کے ساتھ رہے گا۔

دیکھا آپ نے محبت کیسی نعمت ہے۔ محبت والے کی دو رکعات غیر محبت والے کی لاکھ رکعات سے افضل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ اعلان فرمائیے فَاتَّبِعُوْنِيْ میری اتباع کرو يُحْبِبْكُمُ اللهُ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب کر لے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا وہی ہے جو متبعِ سنت ہے۔

---

[۱۲] كنز العمال: ۱۵/۲۵۳ (۴۰۸۲۹)، مؤسسة الرسالة

[۱۳] صحيح البخاري: ۲/۹۱۱ (۶۱۹۸)، باب علامة الحب في الله، المكتبة المظهرية

اہل اللہ کا اہتمامِ اتباعِ سنت

میں نے الٰہ آباد کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کو دیکھا جو حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سید بدر علی شاہ کے خلیفہ ہیں۔ ان کو دیکھا کہ ان کا کُرتا اتارنے والے خادم نے داہنے ہاتھ کی طرف سے کُرتا اُتار دیا، حالاں کہ سنت یہ ہے کہ کُرتا پہنتے وقت پہلے داہنے ہاتھ میں پہنے اور اتارتے وقت پہلے بائیں ہاتھ سے اتارے۔ جوتا ہو یا کُرتا ہو یا پائجامہ ہو داہنی طرف سے پہنو اور بائیں طرف سے اتارو۔ میں اُس وقت موجود تھا، کراچی سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت نے خادم کو ڈانٹ کر فرمایا کہ تم کیسے بے وقوف ہو؟ تم کو اس سنت کا علم نہیں؟ تم نے میرا کُرتا سنت کے خلاف اُتار دیا، اب دوبارہ پہناؤ، دوبارہ داہنے ہاتھ میں پہنا اور فرمایا کہ اب بائیں ہاتھ کی طرف سے اُتارو۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی کا موزہ اُتارا تو پہلے داہنی طرف سے اتار دیا، فرمایا: پھر پہناؤ اور پہلے بائیں طرف سے اُتارو۔ موزہ، جوتا، لباس پہنتے وقت سنت پر عمل کرو، سنت پر عمل سے ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوتی ہے، مثلاً جوتا پہنتے وقت خیال آئے گا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکمِ عالی پر عمل ہو رہا ہے کہ

اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِالْیَمِیْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَأْ بِالشِّمَالِ[۱۴]

جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے داہنے پیر میں پہنے اور جب اُتارے تو پہلے بائیں طرف سے اتارے۔ اگر آپ اس سنت پر عمل کریں گے تو دن بھر میں جتنی بار جوتا پہنیں گے اور اُتاریں گے، تو کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد تازہ نہیں ہو گی؟ دل یقیناً مسرور ہو گا کہ ہم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکمِ مبارک پر عمل کر رہے ہیں۔ محبت اسی کا نام ہے۔ محبت عمل کا نام ہے۔ خالی زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ میں بڑا محبت کرنے والا ہوں، لیکن جب عمل کا معاملہ آتا ہے تو نفس و شیطان غالب آجاتے ہیں، معاشرہ اور سوسائٹی غالب ہو جاتی ہے، بیوی کا خوف، دفتر والوں کا خوف آجاتا ہے جس سے ہم لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صریح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

---

[۱۴] صحیح البخاری: ۲/۸۷۰ (۵۸۶۲)، باب یبدأ بانتعال الیمنی، المکتبۃ المظہریۃ

داڑھی منڈانے والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ نفرت

امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ چاروں اِماموں کا اِجماع ہے کہ ایک مشت داڑھی تینوں طرف سے رکھنا واجب ہے یعنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور سامنے سے، لہٰذا اگر قیامت کے دن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دریافت فرمالیں کہ اے میرے امتی! تونے میرے چہرے میں کیا عیب پایا کہ میری جیسی شکل نہیں بنائی؟ تو بتائیں ہم لوگ کیا جواب دیں گے؟ جبکہ زندگیٔ مبارک میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو داڑھی منڈی شکلوں سے سخت نفرت تھی۔ ایک مرتبہ ایران کے دو سفیر آپ کے سامنے حاضر ہوئے جن کی داڑھی منڈی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ مبارک نفرت سے پھیر لیا۔ پس اگر قیامت کے دن ایسی شکل بنانے پر ہم سے بھی نفرت سے چہرۂ مبارک پھیر لیا تو شفاعت کے امیدوارو! کہاں جاؤ گے؟ کس کو خوش کر رہے ہو؟ بیبیوں کو خوش کر رہے ہو، اپنا نفس خوش کر رہے ہو؟ یہ گال تمہاری ملکیت نہیں ہیں، یہ گال اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ یاد رکھو! بندے کی ہر چیز بندہ ہے، اگر ہم بندے ہیں تو سر سے پیر تک بندے ہیں۔ ہمارا ہر جز خدا کا غلام ہے، یہ گال بھی خدا کے غلام ہیں۔ اختر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں داڑھی رکھ لو، اختر کوئی چیز نہیں ہے، ایک بھنگی بھی اگر کمشنر کے احکام کا ٹین بجا کر اِعلان کرتا ہے تو آپ کمشنر کے احکام سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ اعلان کرنے والا جمعدار ہے۔ اگر اختر کو انتہائی حقیر سمجھتے ہو ہمیں منظور ہے، لیکن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں داڑھی رکھ لو تاکہ قیامت کے دن یہ کہہ سکو کہ ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اور اگر داڑھی رکھنے پر کوئی آپ پر ہنسے تو یہ شعر پڑھ دیا کرو ؎

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

بڑی مونچھیں رکھنے پر وعید

ایسے ہی آج دیکھتا ہوں کہ لوگ لمبی لمبی مونچھیں رکھے ہوئے ہیں، دیکھو "اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک" حدیث کی بڑی مستند کتاب ہے جو چودہ جلدوں میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهُ عُوْقِبَ بِأَرْبَعَةِ اَشْيَاءٍ لَا يَجِدُ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَشْرَبُ مِنْ حَوْضِيْ وَيُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ وَيَبْعَثُ اللهُ الْمُنْكَرَ وَالنَّكِيْرَ فِيْ غَضَبٍ[۱۵]

جس نے اپنی مونچھوں کو بڑھایا اسے چار قسم کی سزا ملے گی، میری شفاعت سے محروم کر دیا جائے گا اور حوضِ کوثر پر نہیں آنے پائے گا اور قبر میں عذاب دیا جائے گا اور سوال جواب کے لیے قبر میں منکر نکیر کو غصے میں بھیجا جائے گا۔ لمبی مونچھیں رکھنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے اگر توبہ کیے بغیر مر گئے۔

صحابہ کا اعلیٰ مقام

بس دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس سے دین پھیلاتے ہیں اس کو شاگرد بھی اعلیٰ دیتے ہیں، اسی لیے پیغمبروں کو اعلیٰ شاگرد دیتے ہیں۔ آپ بتائیے! کوئی باپ اپنے بیٹے کو کسی مشن پر بھیجے، کسی مقصد کے لیے بھیجے، تو کیا نااہلوں کو اس کا ساتھی بنائے گا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں کہ سید الانبیاء ہیں، تمام نبیوں کے سردار ہیں، اس لیے حق تعالیٰ نے آپ کو سب سے بڑے لائق اور سب سے بڑے عاشق شاگرد عطا فرمائے اور صحابہ کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے منتخب فرمایا جن سے اسلام کو پھیلانا تھا۔ یہاں مجھے ایک شعر یاد آگیا جو شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے ؎

چھانٹا وہ دل کہ جس کی ازل سے نمود تھی
پسلی پھڑک گئی نظرِ انتخاب کی

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اللہ تعالیٰ سے مانگے گئے۔ ان کے لیے تو یہ شعر کہا جاسکتا ہے ؎

---

[۱۵] اوجز المسالک للشیخ زکریا رحمہ اللہ: ۲۷۰/۱۴، دار الکتب العلمیۃ

کسی کے دردِ محبت نے عمر بھر کے لیے
خدا سے مانگ لیا انتخاب کرکے مجھے

کعبہ کے سامنے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اٹھے ہوئے تھے کہ یااللہ! دو عمر میں سے ایک عمر ہمیں عطا کردے، عمر ابنِ ہشام یا عمر ابنِ خطاب اور جبرئیل امین اور صدیقِ اکبر آمین کہہ رہے تھے۔ ان میں سے عمر ابنِ خطاب قبول ہوگئے۔ غرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانگے گئے۔ کبھی کبھی اولیاء اللہ بھی اپنے لیے کسی کو مانگ لیتے ہیں۔

اہل اللہ کا طریقِ اصلاح

میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ جو نافرمانی کرکے خدائے تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اس کی مثال کٹی ہوئی پتنگ کی سی ہے، جب اللہ سے کٹ گیا تو جو چاہے اس کو لوٹ لے، نوچ کھسوٹ لے، کٹی ہوئی پتنگ کا حشر کیا ہوتا ہے؟ ایک پروفیسر جو یونی ورسٹی میں بین الاقوامی تعلقات پڑھاتے تھے، میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صاحب! میں بھی کٹی پتنگ ہوں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی اللہ والا لوٹ لے۔ ظالم نے کیا بات کہی! اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ مجھے لوٹا جائے گا کیوں کہ میں کٹی پتنگ ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ بجائے اس کے کہ محلے کے لڑکے مجھے لوٹیں مجھے کوئی اللہ والا لوٹ لے۔ میں نے کہا: اللہ والے ایسے نہیں لوٹتے، لٹوانے کے لیے خانقاہوں میں جانا پڑتا ہے، وہ لوٹنے کے لیے دروازے نہیں پھرتے، اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کبھی کبھی دعوت الی اللہ کے لیے بھی سفر کرتے ہیں اور لوٹنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ تمہارا مال لوٹتے ہیں، بلکہ اپنی اصلاحی تدابیر سے تمہارے اخلاقِ رذیلہ کو لوٹ کر تمہیں اخلاقِ حمیدہ سے مزین فرمادیتے ہیں۔

ہر کام علمائے کرام سے پوچھ کر کیجیے

لہٰذا آپ جو کام بھی کیجیے علماء سے پوچھئے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دینے کے ۲۳ برس بعد تک زندگی عطا فرمائی، تیرہ سال مکہ شریف میں اور دس سال مدینہ شریف میں، تو اس عرصے میں آپ نے کیا کیا خوشیاں منائیں؟ کتنے لوگوں کا یومِ ولادت منایا؟ کتنے لوگوں کا یومِ وفات منایا؟ کتنے نبیوں کا ڈے منایا؟ یعنی موت کا یا پیدائش کا دن

اور اس کو علماء سے پوچھیے، ہم نہیں بتاتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے نبیوں سے بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے محبت تھی، اسی لیے درود شریف میں بھی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی کے بعد وَعَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے یا نہیں؟ اور کسی نبی کا نام کیوں نہیں لیا؟ چوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگا تھا کہ یااللہ! مکہ شریف میں ایک پیغمبر پیدا فرما۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ کی بعثت ہوئی، لہٰذا کسی طبقے کا عالم کسی جماعت کا عالم یہ ثابت کر دے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی پیغمبر کا یا کسی شخص کا ڈے منایا ہو؟ اس لیے کہتا ہوں کہ علماء سے پوچھ لو اور پوچھ پوچھ کر عمل کرو، ہماری بات نہ مانو تو تحقیق کر لو۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ملنے کے بعد ڈھائی سال زندگی پائی۔ پوچھو کہ انہوں نے کون سا دن منایا؟ یہ چیزیں کب سے شروع ہوئیں؟ صحابہ اور سلف صالحین کی زندگیوں میں کہیں یہ خرافات آپ کو نہیں ملیں گی۔ ارے! ہماری ہر سانس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی حیاتِ طیّبہ پر فدا ہونی چاہیے۔ ہر صبح، ہر شام، ہر وقت ہمیں اُن کو یاد رکھنا ہے۔ ایک ظالم شاعر کا شعر یاد آگیا، وہ حیدر آباد دکن کا تھا، اس کا نام شجیع تھا، اس کو اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی، وہ اپنی بیوی کو لے کر روزانہ ایک باغ میں ٹہلنے جاتا تھا، ایک دن اس کی بیوی اپنے ماں باپ کے ہاں یعنی اپنے میکے چلی گئی، میکے کے معنیٰ ہیں مائی کے یعنی ماں کے یہاں۔ تو اس دن جب بیوی اس کے ساتھ نہ تھی، تو وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا اپنی بیوی کے بارے میں یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

شجیع آج تنہا چمن کو گئے تھے\
بہت ان کے نقشِ قدم یاد آئے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاصل تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر زندگی کی ہر سانس فدا کرتے، صبح و شام کوئی دن ناغہ نہ کرتے، کثرت سے درود شریف پڑھتے اور کثرت سے آپ کی سنتوں کا مذاکرہ کرتے۔ اگر ہم لوگ ایک ایک سنت زندہ کرتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کتنی خوش ہوتی۔ اگر آج اُمت کے سب مرد داڑھیاں رکھ لیں، پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھنے لگیں، اپنے ٹخنے کھول

لیں اور جتنی سنتیں ہیں ان سب پر عمل کریں، گانا بجانا چھوڑ دیں تو بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کتنی خوش ہوگی؟ وہ شخص ظالم ہے جو ایک سیکنڈ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو بھول جائے، آپ کی محبت جزوِ ایمان ہے، لہٰذا جو شخص آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے اس کا کلمہ درست نہیں ہے اگرچہ رات دن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے، اسے نجات نہیں ملے گی جب تک وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں پڑھے گا، یعنی اگر آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لائے گا جہنم میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ کا رتبہ عظیم الشان ہے

علماء نے لکھا ہے کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ مذہب ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے زُرْتُ قَبْرَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی تو ایسا کہنا مکروہ ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زُرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی، کیوں کہ آپ بحیاۃِ طیبہ خاص حیات سے مشرف ہیں۔ اور روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر جو صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے صلوٰۃ وسلام کو سنتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح علمائے کرام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ زمین کے جس ٹکڑے پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ مبارک رکھا ہوا ہے، زمین کا وہ ٹکڑا عرشِ اعظم سے افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جزوِ ایمان ہے، اس کے بغیر ایمان ہی قبول نہیں۔ ایک شاعر بڑا عاشق تھا، وہ مدینہ شریف جا رہا تھا، جب دور سے اس کو روضۂ مبارک نظر آیا تو اس نے دو شعر کہے۔

ڈھونڈتی تھی گنبدِ خضریٰ کو تو

دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار

ہوشیار اے جانِ مضطر ہوشیار

آگیا شاہِ مدینہ ﷺ کا دیار

اتباعِ سنت کا نور

دوستو! میں نے آیت اس لیے تلاوت کی کہ جو کام کرو سنت وشریعت کے مطابق کرو اور گانا بجانا طبلہ سارنگی یہ چیزیں خلافِ سنت ہیں، خلافِ شریعت ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِعلان فرمایا کہ اے لوگو! میں باجا اور گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں، تو جس چیز کو مٹانے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیے گئے آج امت اس چیز کو زندہ کرکے اپنے اوپر لعنت کیوں برسا رہی ہے؟ ایسی امت کیا فلاح پائے گی؟ پس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ارشاداتِ مبارکہ ہیں، جتنی سنتیں ہیں، ان سب کو سر آنکھوں پر رکھو، ان پر عمل کرو پھر دیکھو کہ کتنا نور پیدا ہوتا ہے؟ سورج اور چاند کیا جانیں اُس روشنی کو جو روشنی سنت میں ہے ؎

از لبِ یارم شکر را چہ خبر
وز رُخش شمس و قمر را چہ خبر

مٹھائی کیا جانے اللہ کے نام کی مٹھاس کو؟ مٹھائی اور شکر مخلوق ہے، حادِث ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود اور قدیم ہے، خالقِ شکر ہے، خالقِ شکر کو شکر کیا جانے؟ خالقِ شکر غیر محدود مٹھاس رکھتا ہے اور شکر کی مٹھاس محدود ہے اور اگر شوگر بڑھ جائے تو شکر کھا بھی نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ کا نامِ پاک ہر بیماری کی شفا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہر بیماری کی شفا ہے، اس کی برکت سے حسنِ خاتمہ بھی ملتا ہے۔

خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نعمتِ عظمیٰ ہے

علماء نے لکھا ہے کہ جس نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زندگی میں ایک دفعہ خواب میں دیکھ لیا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی الل تعالیٰ ہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور میرے شیخ نے خود فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسی زیارت نصیب ہوئی کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمِ مبارک کے لال لال ڈورے بھی نظر آئے، اتنا واضح خواب تھا اور انہوں نے خواب ہی میں پوچھا بھی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا عبدالغنی نے آپ کو خوب دیکھ لیا؟ تو

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں عبد الغنی! تم نے ہم کو خوب دیکھ لیا۔ ایسا پیارا شیخ اللہ نے اختر کو نصیب فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت کسی پر غصہ ہوگئے، بعد میں ایک میل کے فاصلے پر اس کے گھر جاکر اس سے معافی مانگی، حالاں کہ وہ کوئی عالم بھی نہیں تھا، ہل جوتنے والا جاہل آدمی تھا، لیکن حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن عالم اور غیر عالم کی تخصیص نہیں ہوگی، وہاں تو سب برابر ہوں گے۔ حضرت نے اس سے معافی مانگتے ہوئے کہا کہ ہم سے ظلم ہو گیا، تم ہمارے شاگرد نہیں ہو، مرید نہیں ہو تو میں نے تمہیں کیوں ڈانٹ دیا؟ میں اس غصے کی وجہ سے تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ اس نے بہت کہا کہ حضرت! آپ کو مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، آپ تو میرے باپ کے برابر ہیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ زبان سے کہو کہ میں نے معاف کردیا۔ جب اس نے کہا میں نے معاف کردیا، تب آپ آئے۔ اسی رات سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت نے خواب میں دیکھا کہ ایک کشتی میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حاضرِ خدمت ہیں اور پیچھے کچھ فاصلے پر ایک اور کشتی ہے، اس میں شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا اے علی! عبد الغنی کی کشتی میری کشتی سے جوڑ دو، جب کشتی جوڑی گئی تو کھٹ کی آواز آئی، حضرت فرماتے تھے کہ اس کھٹ کی آواز کا اب تک مزہ آتا ہے۔ حضرت شاعر نہیں تھے، دو ہی شعر زندگی میں کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے ؎

مضطرب دل کی تسلی کے لیے
حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

چراغاں کرنے اور مخصوص دن منانے کی حقیقت

آج اس مبارک مہینے کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے، کیوں کہ اس زمانے میں بہت سے ایسے اعمال ہیں جو ہماری مسجد میں نہیں ہوتے، مثلاً بعض مسجدوں میں بہت زیادہ چراغاں اور روشنی ہوتی ہے، کہیں رات دن قوالیاں ہو رہی ہیں اور کہیں جلوس نکل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر حقائق کو نہ پیش کیا جائے، تو بعض لوگ ہماری طرف سے بدگمانی کریں گے کہ ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق و محبت نہیں ہے، جبھی تو انہوں نے روشنی نہیں

کی، چراغاں نہیں کیا، جلوس نہیں نکالا، قوالی نہیں کی۔ اور اپنے لوگ جو کم علم کے ہیں انہیں بھی احساس ہو سکتا ہے، شیطان وسوسہ ڈال سکتا ہے کہ شاید ہم لوگوں کے اندر کوئی کمی ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جس میں ایک فرقہ نجات پائے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کون سا فرقہ ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ[۱۶] جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں ۔ وہ راستہ جس پر اللہ کا رسول ہے اور وہ راستہ جس پر میرے صحابہ ہیں ۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریقہ ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو طریقہ ہے اس پر چلنے والے نجات پائیں گے۔ آج کل اخبار میں آتا ہے کہ کہیں فلاں کی وفات کا جلسہ ہے، کہیں فلاں کی پیدائش کا جلسہ ہے، اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ پیدائش منانے میں کیا حرج ہے؟ سوال یہ ہے کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ نبوت میں جس میں تیرہ برس آپ نے مکہ مکرمہ میں گزارے اور دس برس مدینہ شریف میں گزارے، تو کیا اس زمانے میں آپ نے کسی پیغمبر کی وفات کا دن منایا؟ کسی پیغمبر کی پیدائش کا دن منایا؟ آپ کی بیبیوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، کیا آپ نے اگلے سال وہ دن منایا کہ پچھلے سال اس دن کو ہماری بیوی کا انتقال ہوا تھا، لہٰذا آج کے دن کچھ دیگ ویگ پکوا کر ثواب پہنچادو تاکہ ان کی یاد تازہ ہو جائے؟ اس کو آج کل کہتے ہیں ڈے منانا۔ اصل میں جب پیٹ زیادہ بھر جاتا ہے تو منہ سے ڈے ڈے ڈے نکلتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے معدے میں غیر اسلامی، غیر شرعی، سنت کے خلاف اتنی زیادہ رس میں گھس گئی ہیں کہ ان کے منہ سے ڈے ڈے نکل رہا ہے۔ اس کا ثواب سے کیا تعلق؟ یہ چیز یورپ سے آئی ہے۔ کسی کی پیدائش کا، کسی کی غمی کا دن منانا یورپ والوں نے یہ کام شروع کیا؟ لہٰذا آپ لوگوں کو سمجھانے کے لیے اور اپنے قلب کو اور آپ کے قلب کو اطمینان دلانے کے لیے آج مجھے اس مسئلے کی تھوڑی سی وضاحت کرنی ہے، تاکہ آپ کو احساس نہ ہو کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق نہیں ہیں اور کسی کو بدگمانی کا موقع نہ ملے کہ صاحب ان کی مسجد میں چراغاں نہیں ہوا، لہٰذا معلوم ہوتا

---

[۱۶] جامع الترمذی: ۹۳/۲، باب افتراق هذه الامة، ایچ ایم سعید

ہے کہ یہ لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے نہیں ہیں، لہٰذا میں آپ حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کو عشق تھا یا نہیں؟ ہمارا آپ کا تو زبانی عشق ہے، لیکن صحابہ نے تو جان قربان کردی، خون بہادیا، اُحد کے دامن میں ایک ہی دن میں ستر صحابہ شہید ہوگئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کیا کامیاب زندگی تھی! ایک تو شہادت کا بلند درجہ پھر نمازِ جنازہ پڑھانے والا بھی کیسا! تمام نبیوں کا سردار، وجہِ وجودِ کائنات ؎

ان کے کوچے سے لے چل جنازہ میرا
جان دی میں نے جن کی خوشی کے لیے
بے خودی چاہیے بندگی کے لیے

واقعی! جب تک اللہ کی محبت میں بے خودی نہیں ہوتی بندگی میں روح نہیں آتی، یہی محبت سیکھنے کے لیے خانقاہوں کو قائم کیا گیا ہے، ورنہ کتب بینی تو آپ اپنے گھر میں بھی کرسکتے ہیں، لیکن کتابوں سے محبت نہیں ملتی محبت تو اہلِ محبت کی صحبت سے ملتی ہے، لہٰذا میں یہ سوال کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈھائی سال خلافت کی، کیا تاریخ میں کوئی اس کا ثبوت دے سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربیع الاوّل میں مسجدِ نبوی میں روغنِ زیتون سے چراغاں کیا ہو؟ یہاں تو آج کل بلب ہیں، اُس زمانے میں تو بلب نہیں تھے، لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیتون کے تیل سے بہت سے چراغ تو جلا سکتے تھے لیکن کوئی چراغاں نہیں ہوا۔ کیا ابو بکر صدیق جنہوں نے اپنی جان فدا کی، جن کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دن کی عبادت عمر کی ساری زندگی کی عبادت سے افضل ہے اور وہ کون سے دن کی عبادت تھی؟ جہاد کے دن جبکہ صحابہ نے کہا کہ ابھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے، ابھی جہاد کے لیے ہمیں شرح صدر نہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے، کیوں کہ جب غارِ ثور میں یہ آیت نازل ہوئی لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[کے] تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ

[کے] التوبۃ: ۴۰

سے فرمایا تھا کہ غمگین نہ ہو اے ابو بکر صدیق! اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، تو اس وقت میں تھا اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، کوئی تیسرا نہیں تھا، لہٰذا خدا کا میرے ساتھ ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ یہ فرما کر تلوار گردن میں لٹکائی اور تنہا جہاد کے لیے نکل گئے فَتَقَلَّدَ سَیْفَهٗ وَ خَرَجَ وَحْدَهٗ یہ دیکھ کر تمام صحابہ کو شرح صدر ہو گیا اور سارے صحابہ آپ کے ساتھ ہو گئے، تو اتنا عشق کرنے والا جن کے لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صدیقِ اکبر کی وہ ایک دن کی عبادت جب انہوں نے مانعینِ زکوٰۃ سے جہاد کیا عمر کی زندگی کے تمام دنوں کی عبادات سے افضل ہے اور ایک اس رات کی عبادت جب انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی، میری تمام راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اتنا بڑا عاشق جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک پلڑے میں سارے پیغمبروں کی امت کے صحابہ کا اور میرے صحابہ کا ایمان رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں صدیقِ اکبر کا ایمان رکھا جائے تو ان کا پلڑا جھک جائے گا، یعنی اس امت کے صحابہ اور پچھلی تمام امتوں کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے۔ تو اس سب سے بڑے عاشقِ رسول نے ڈھائی سال حکومت کی اور ڈھائی سال کے اندر دو بار ربیع الاوّل آیا تھا، مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی چراغاں نہیں کیا۔ اس زمانے میں زیتون کا تیل تو تھا، دس بیس چراغ تو جلا ہی سکتے تھے۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کیا کمی تھی؟ بہت مال دار تھے اور حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوف بہت بڑے تاجر تھے، بہت مال دار تھے، ان مال دار صحابہ نے بھی کوئی چراغ نہیں جلایا، وہ اپنے دل میں چراغ جلاتے تھے۔ صحابہ اپنے دلوں میں اتباعِ سنت کے نور سے چراغ جلاتے تھے۔

نافرمانی کرنا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے

آج داڑھیاں مونڈی جارہی ہیں، مونچھیں بڑی بڑی رکھی ہیں، طبلے سارنگیاں بج رہی ہیں، جماعت سے نمازیں چھوٹ رہی ہیں اور یہ سب سے بڑے عاشقِ رسول ہیں، یہ عشقِ رسول ہے؟ ؎

تَعْصِی الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ
فَاِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہو ظالمو! اور عشقِ رسول کا دعویٰ کرتے ہو؟ اگر تمہارا عشق سچا ہوتا تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے، کیوں کہ عاشق تو اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے۔ یہ کیسا عشق ہے کہ جماعت کی نمازیں چھوڑ رہے ہیں، مسجدیں خالی ہیں اور جلوس میں سب آدمی گھسے چلے جارہے ہیں، کیا صحابہ کے اندر یہ سمجھ نہیں تھی کہ وہ جلوس نکالتے؟ آج اخبارات میں ہے کہ خوشی مناؤ۔ ارے تمہاری خوشی جب قبول ہوگی جب صحابہ کے طریقے پر ہوگی، ان کے طریقے کے خلاف تمہاری خوشی قبول نہیں ہوسکتی۔ یہ دیکھو کہ حضراتِ صحابہ نے کیسے خوشی منائی؟ ان سے اللہ راضی ہوگیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ ان سے راضی تو ان کے اعمال سے بھی راضی، لہٰذا جیسے صحابہ کرام ایک ایک سنت پر جان دیتے تھے ہم بھی جان دینا سیکھیں۔ دیکھو! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گھر میں ناشتہ نہیں کیا جس گھر میں تصویر تھی اور آج عاشقِ رسول بنے ہوئے ہیں اور ان کا سارا گھر تصویروں سے بھرا ہوا ہے۔ گانے بجانے رات دن ہو رہے ہیں، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر چل رہے ہیں، بس بارہ ربیع الاوّل میں چراغاں کر لیا اور جلوس نکال لیا، تو بہت بڑے عاشقِ رسول ہوگئے۔ ارے تمہارا عشقِ رسول جب قبول ہوتا جب تم سنت کے مطابق مونچھیں کاٹ دیتے اور داڑھیاں بڑھا لیتے اور پانچوں وقت کی جماعت سے نماز ادا کرتے۔ ہمیں ثابت کر دو کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان حضرات نے ربیع الاوّل منایا، چراغاں کیا بلکہ کسی صحابی سے ثابت کر دو کہ انہوں نے ربیع الاوّل منایا ہو؟ عاشقِ رسول وہ ہیں جو سنت پر چلتے ہیں۔ سبحان اللہ! ہمارا ربیع الاوّل تمام سال ہے، ہمارا میلاد شریف ہماری زندگی کی ہر سانس ہے، ہماری ہر سانس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبی ہوئی ہے، یہ تھوڑی کہ سال میں ایک مرتبہ جھوم جھوم کر پڑھ لیا اور سارے سال نافرمانی کرتے رہے۔ جو بھی اتباعِ سنت کرتا ہے اس کا سارا سال ربیع الاوّل ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد یہ تھا کہ بندے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلیں اور خدا کے غضب اور قہر کے اعمال سے بچیں۔ یہ اصلی مولود شریف ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا حق وہ ادا کرتا ہے جو گناہ چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ پر اپنی جان فدا کر دے۔ میرا شعر ہے ؎

وہ لمحۂ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
اس حاصلِ حیات پہ اخترؔ فدا ہوا

جو سانس اللہ تعالیٰ پر فدا ہو، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر فدا ہو، یہ ہے اصلی مولود شریف۔ ایک ایک سنت کو سیکھیے اور اس پر عمل کیجیے، یہ ہے ربیع الاوّل۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی لیے تشریف لائے تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لیے تشریف نہیں لائے تھے کہ سال میں ایک دفعہ ہندوؤں کی دیوالی کی طرح مسجدوں میں چراغاں کرلو، جلوس اور ریلیاں نکال کر گانے بجانے کرو اور گھروں میں وی سی آر، سینما، ٹی وی چلاؤ۔ آہ! گانا بجانا گھر سے نہ نکلا اور دعویٰ ہے عشقِ رسول کا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور آج سب کے گھر میں خوب گانے بجانے ہو رہے ہیں، ٹھیلے والے بھی گانے بجا رہے ہیں، سبزی بیچ رہا ہے اور گانے بجانے چل رہے ہیں۔ بتاؤ! اس امت کا کیا حال ہے؟ سب سے بڑا ربیع الاوّل یہ ہے کہ ہم گناہ چھوڑ دیں۔ سب سے بڑا ربیع الاوّل یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو عملی طور پر اختیار کریں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رات دن درود شریف پڑھیں، یہ ہے اصلی چیز۔

درود شریف کے فضائل

ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ تو اللہ تعالیٰ کا نامِ مبارک بھی منہ سے نکلا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامِ مبارک بھی منہ سے نکلا، تو بندہ دونوں کریم کے درمیان میں ہو جاتا ہے، اس کے دونوں ہاتھ میں لڈو ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نام کا لڈو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کا لڈو۔

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب بندہ درود شریف پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے نامِ مبارک کا مزہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نامِ مبارک کا مزہ، درود شریف میں دونوں مزے ہیں اور بندہ دو کریم کے درمیان ہو جاتا ہے۔

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ما ایم میانِ دو کریم

اے ہمارے رب! آپ کریم ہیں اور آپ کا نبی بھی کریم ہے، صد شکر کہ درود شریف کی برکت سے ہم دو کریم کے درمیان میں ہیں۔ تو جس کی کشتی ایسے دو کریم کے درمیان میں چل رہی ہو، جس کشتی کے ایک طرف اللہ اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ہو وہ کشتی کیسے ڈوب سکتی ہے؟ درود شریف میں دو مزے ہیں، کسی عبادت میں یہ مزہ نہیں ہے کہ بیک وقت دونوں لڈو ملیں یعنی اللہ تعالیٰ کا نامِ پاک بھی زبان پر ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی نامِ مبارک منہ سے نکلے۔ درود شریف پڑھتے وقت تصور کریں کہ میں روضۂ مبارک پر حاضر ہوں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جو بارش ہو رہی ہے اس کے چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں، یہ ہے درود شریف پڑھنے کا طریقہ۔

اصل عشقِ رسول اتباعِ رسول ﷺ ہے

آپ ہمارے بزرگوں کو دیکھیں جن کی ہر سانس سنت پر فدا ہو رہی ہے۔ جیسا میں نے ابھی بتایا کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب کے خادم نے سنت کے خلاف حضرت کا کُرتا اُتار دیا، مولانا محمد احمد صاحب نے فرمایا کہ مجھے کرتا دوبارہ پہناؤ، کیوں کہ تم نے سنت کے خلاف کُرتا اُتارا ہے، پہلے سیدھے ہاتھ میں پہناؤ پھر بائیں ہاتھ میں اور اگر اتارو تو پہلے بائیں ہاتھ سے پھر دائیں ہاتھ سے۔ یہ ہے عشقِ سنت۔ آہ! یہ کون سا عشق ہے کہ عربی لباس پہن کر اور گھوڑے پر بیٹھ کر تلوار لیے چلے آرہے ہیں۔ نعوذ باللہ! جنگِ بدر والا نقشہ پیش کر رہے ہیں؟ یہ عشقِ سنت ہے یا سنت کا مذاق اُڑانا ہے؟ ساری سنتیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، میں نے بھی ایک کتاب لکھی ہے "پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں"۔ تو دوستو! ان سنتوں کی کتابوں کو پڑھ کر سنت کے مطابق عمل کیجیے، مثلاً بخاری شریف کی روایت ہے کہ جوتا پہننے کی سنت یہ ہے کہ

جب جوتا پہنے تو پہلے دائیں پیر میں پہنے اور جب اُتارے تو بائیں پیر سے اُتارے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت گانا بجانا نہیں ہے۔ آج امت گانا سننے کے لیے بے چین ہے، کہتے ہیں جب تک گانا نہیں سنتے ہیں مزہ نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور آپ گانے بجانے کی آواز سن کر دونوں انگلیوں سے کانوں کو بند کر لیتے تھے تاکہ آواز نہ سنائی دے۔ جو دن رات گانے سنتا ہے اور کہتا ہے کہ میں عاشقِ رسول ہوں اور ربیع الاوّل کے جلوس میں شریک ہوتا ہے جہاں زور و شور سے گانے بجتے ہیں، وہ کس منہ سے عاشقِ رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصویروں کو بھی منع فرمایا ہے کہ جہاں تصویر ہوگی وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے، لیکن عشقِ رسول کا دعویٰ کرنے والوں کے گھروں کو دیکھو تو عورتوں کی تصویروں سے تمام گھر بھرے ہوئے ہیں۔ دوستو! اصل ربیع الاوّل اس کا ہے جو رات دن ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد رکھتا ہے، سال میں ایک مہینے کے لیے نہیں، ایک دن کے لیے نہیں، بارہ ربیع الاوّل کے لیے نہیں، جس کی ہر سانس بارہ ربیع الاوّل ہے، جو اللہ کے نبی کی سنت پر زندہ رہتا ہے، ہر سانس میں سوچتا ہے اور اہلِ علم سے پوچھتا ہے کہ یہ خوشی کیسے مناؤں؟ شادی کیسے ہو؟ غمی کیسے ہو؟ ساری سنتیں پوچھتا ہے اور سنت پوچھ کر سنت کے مطابق خوشی اور غمی کی تقریبات کرتا ہے، تو جس کی ہر سانس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر فدا ہو، اس کی ہر سانس بارہ ربیع الاوّل ہے اور بارہ ربیع الاوّل کو جلوس اور چراغاں کرنا اگر اچھی چیز ہوتی تو صحابہ ضرور کرتے، کیوں کہ وہ جان فدا کرنے والے تھے، پروانۂ شمعِ رسالت تھے، وہ اس پر ضرور عمل کرتے، لیکن شریعت نے ان چیزوں کو منع کیا ہے کہ اسراف و فضول خرچی مت کرو۔ آگ جلانا اور جگہ جگہ چراغاں کرنا ہندوؤں اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

بہر حال میں اپنے دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ جس مسجد میں رات دن سنتوں پر عمل ہو رہا ہے، پانچوں نمازوں میں مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کا وِرد ہو رہا ہے، تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہمارا روزانہ بارہ ربیع الاوّل ہے، کیوں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہ لاتے تو ہمیں مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی سنتوں کا کیسے پتا چلتا؟ تو جو شخص آپ کی سنت پر

عمل کررہاہے اس کا روزانہ بارہ ربیع الاوّل ہے یا نہیں؟ کیوں کہ آپ کے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد یہی ہے کہ امت آپ کے نقشِ قدم کی اتباع کرے، کیوں کہ ؎

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

یہ میرا ہی شعر ہے، اس لیے میں نے عرض کیا کہ ہماری مسجدیں صحابہ کے طریقے پر آباد ہیں۔ اگر سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی میں چراغاں نہیں کیا، تو الحمد للہ! ہماری مسجدیں بھی صحابہ کرام کی یادگار ہیں۔ خدا کے ان عاشقوں کی نقل کر کے ہمیں کوئی حسرت نہیں، تم کچھ بھی کہتے رہو ہمیں اس پر کوئی ندامت نہیں ہے، بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں ان کی اتباع کی توفیق دی اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہماری زندگی صحابہ کی سنت کے مطابق ہو جائے جس کی ہم کوشش کررہے ہیں۔ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم نے کامل اتباع کرلی، لیکن ہم کم سے کم کچھ کوشش کرتے ہیں کہ ان کے طریقے پر ہمارا ربیع الاوّل گزرے جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ربیع الاوّل تھا، جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ربیع الاوّل تھا، جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ربیع الاوّل تھا، جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ربیع الاوّل تھا۔ ہم ان صحابہ کے مطابق ربیع الاوّل گزارنا چاہتے ہیں۔ ہم ایک سانس بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھولنا بے وفائی اور اپنے ایمان کا ضیاع اور تباہ کاری سمجھتے ہیں۔ ہم پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کوئی عمل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہو۔ ہم تو آنکھوں کو بھی آپ کی سنت کے مطابق استعمال کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے علی خبر دار! نامحرم عورتوں کو مت دیکھنا، نظر کی حفاظت کرو۔ پس کسی اَمرد یعنی بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں کو دیکھنا یا کسی کی ماں، بہن، بہو، بیٹی کو دیکھنا یا اخبارات میں فلم ایکٹرز کی تصویریں دیکھ دیکھ کر للچانا یہ ربیع الاوّل کا حق ادا ہو رہا ہے؟

ربیع الاوّل کی حقیقت پانے والے

آنکھوں کی سنت یہ ہے کہ جن چیزوں سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ان چیزوں سے ہم اپنی آنکھوں کو بچالیں۔ جس نے یہ کرلیا نبی کی سنت اس نے ادا

کردی، ربیع الاوّل کی حقیقت اس نے پالی، جس نے اپنے کان کو گانا سننے سے بچا لیا اس نے ربیع الاوّل کی حقیقت پالی، جس نے اپنی زبان کو گناہ سے بچایا، جس نے اپنی شرم گاہ کو گناہوں سے بچایا اور اپنی زندگی کو حرام کاریوں سے بچایا، اللہ کے غضب و قہر کے اعمال سے بچایا، اس کو ہر وقت ربیع الاوّل کی حقیقت حاصل ہے۔ روزانہ درود شریف پڑھیے، ہر وقت دعا کے آگے پیچھے درود شریف پڑھیے۔ سبحان اللہ! کسی وقت بھی ہمارا ربیع الاوّل ہم سے الگ نہیں۔

رسالت کا اصل مقصد توحید ہے

سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو! اگر درود شریف نہیں پڑھو گے تو تمہاری دعا آسمان کے اوپر نہیں جائے گی، لیکن آپ نے توحید کی حفاظت کے لیے اُس درخت کو کٹوا دیا جس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کا سہارا لے کر صحابہ کو جہاد کے لیے بیعت کیا تھا۔ بعض لوگ برکت کے لیے اس درخت کے پاس بیٹھ کر دعا مانگنے لگے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ آج تو یہی ہے کہ لوگ اس درخت کو اس لیے مبارک سمجھ کر دعا کررہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس درخت سے پیٹھ کا سہارا لگا کر صحابہ سے بیعت لی تھی، لیکن کل اس درخت کو سجدے شروع ہو جائیں گے اور خدا کو چھوڑ کر درختوں کی پوجا شروع ہو جائے گی۔ یہ سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یقین تھا، ان کی توحید کی ہمت تھی کہ ایسے مبارک درخت کو کاٹ دیا، تاکہ امت کا ایمان ضایع نہ ہو اور توحید جو مقصد ہے رسالت کا اس کو نقصان نہ پہنچے۔ نبی کا مقصد یہ ہے کہ بندوں کو غیر اللہ سے، باطل خداؤں سے کاٹ کر اللہ سے جوڑ دے۔ نعوذ باللہ! نبی اپنی پوجا کے لیے نہیں آتا۔ پیغمبر کا یہ مقصد کبھی نہیں ہوتا کہ لوگ مجھے پوجیں۔ آپ نے منع فرمایا کہ خبردار! میری قبر کو عبادت گاہ مت بنانا۔

آج کل کے لوگ تو سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی فتویٰ لگا دیں کہ نعوذ باللہ! وہ بھی اولیاء اللہ کے قائل نہیں تھے۔ اور یہاں یہ بات بتا دوں کہ ہم اولیاء اللہ کے غلام ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کو نہیں مانتے وہ ہم پر بہتان باندھتے ہیں، قیامت کے دن ان کو جواب دینا پڑے گا۔ ہم تو اولیاء اللہ کے غلام ہیں، ہمارے بزرگ چاروں سلسلوں میں بیعت کرتے ہیں، ہم ہرگز ان لوگوں میں نہیں ہیں جو اولیاء اللہ کو نہیں مانتے، ہم اولیاء اللہ کو خدا نہیں سمجھتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ سمجھتے ہیں، لیکن بات یہ ہے کہ چوں کہ ہم خلافِ سنت باتوں

کو منع کرتے ہیں، تو جو لوگ خلافِ سنت کاموں میں مبتلا ہیں وہ ہمیں اپنے کباب میں ہڈی سمجھتے ہیں، انہوں نے اپنے حلوے مانڈے کے لیے ہمیں بدنام کیا ہے کہ ہم بزرگوں کو نہیں مانتے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ نادانی سے انگریزوں کی چالوں کی وجہ سے ہم کو اولیاء اللہ کا مخالف کہتے ہیں، قیامت کے دن ہم کو بدنام کرنے کا اللہ کے یہاں جواب دینا پڑے گا۔ ان لوگوں کو ہم کیا جانیں جو کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کو نہیں مانتے، ہم تو اللہ تعالیٰ کے کلامِ پاک، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثِ پاک اور صحابہ کے اعمال جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور ہمارا عقیدہ سن لیجیے کہ ہم اولیاء اللہ کی جوتیوں کی خاک کے ذرّات کو بادشاہوں کے تاجوں کے موتیوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ یہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو انہوں نے اپنے شاگردِ خاص مولانا عبد اللہ شجاع آبادی سے اور دوسرے شاگردوں سے فرمایا تھا، جب ان کی بخاری شریف ختم ہوئی تھی کہ مولویو! بخاری شریف ختم ہوگئی، لیکن بخاری شریف کی روح جب حاصل ہوگی جب کچھ دن کسی اللہ والے کی جوتیاں اُٹھاؤ گے، لہٰذا اب جاؤ! اور کچھ دن کسی اللہ والے کی جوتیاں اُٹھالو، کچھ دن خدا کے عاشقوں کی محبت میں رہ لو تب پتا چلے گا کہ بخاری شریف کیا چیز ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث پڑھنے پڑھانے کا مزہ تب ہے جب پڑھنے والا بھی صاحبِ نسبت ہو اور پڑھانے والا بھی صاحبِ نسبت ہو۔ اور نسبت سے کیا مُراد ہے؟ ولی اللہ ہو، اس کو اللہ تعالیٰ کا خاص تعلق حاصل ہو۔

خدا کے سوا کسی کو علمِ غیب نہیں

یہاں پر ایک بات یاد آئی۔ قرآن شریف میں ہے کہ ہدہد غائب تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے سارے پرندوں کو جمع کرکے پوچھا کہ ہدہد کہاں ہے؟ اگر کسی خاص مقصد کے لیے غائب نہیں ہوا تو آج میں اس کو ذبح کردوں گا۔ اتنے میں ہدہد حاضر ہوگیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہدہد! تو کہاں گیا تھا؟ تو اس نے کہا: اَحَطۡتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِہٖ وَ جِئۡتُكَ مِنۡ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیۡنٍ[۱۸] میں آپ کے پاس ایسی خبر لایا ہوں جس کا علم آپ کو نہیں ہے۔ اب بتایئے! نبی کے علمِ غیب کی نفی کررہا ہے۔ دیکھا آپ نے! کیا ہدہد بھی گمراہ نکلا لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

۱۸؎ النمل: ۲۲

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ[۱۹]

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہوگیا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تلاش کرو۔ اس جگہ پانی نہیں تھا تو تیّمم کرکے نماز پڑھنے کی آیت نازل ہوئی۔ جب قافلہ تیّمم کرکے نماز پڑھ چکا اور آگے روانہ ہوا، تو اونٹ اٹھا جس کے نیچے ہار چھپا ہوا تھا۔ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ہوتا، تو ہار کا بھی علم ہوتا اور آپ بتا دیتے کہ ہار اونٹ کے نیچے ہے۔ کیا نبی ایسا کرسکتا ہے کہ اس کو علم ہو کہ ہار اونٹ کے نیچے ہے اور صحابہ بے چین ہوں، پریشان ہوں اور وہ نہ بتائے؟

اولیاء اللہ سے براہِ راست مانگنا شرک ہے

لیکن افسوس ہے ان پر کہ جب تک ان کو شرک کی چٹنی نہ مل جائے، اس وقت تک ان کو مزہ ہی نہیں آتا۔ لاکھ حدیثیں سنا دو مگر ان کو مزہ نہیں آئے گا، لیکن اگر یہ سنا دیجیے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف کی بریانی کی ایک ہڈی کوا لے گیا اور وہ اس کی گرفت سے چھوٹ کر قبرستان میں گر گئی، تو گیارہویں شریف کی بریانی کی ہڈی کی برکت سے سب قبرستان والے بخش دیے گئے۔ آہ! ایسی واہیات باتوں سے ان کو بڑا مزہ آتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کی عظمت کے بیان میں ان کو مزہ نہیں آتا، پیروں کو خدا سے بڑھاتے ہیں۔

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

اولیاء اللہ کا وسیلہ تو جائز ہے، لیکن ان سے براہِ راست مانگنا شرک ہے، کسی قبر سے کہنا کہ ہمیں بچہ دے دو، ہماری روزی نہیں ہے ہمیں رزق دے دو، یہ بالکل کفر ہے۔ ایسا شخص کافر ہو کر

[۱۹] الانعام:۵۹

جہنم میں جائے گا، لیکن یہ کہنا کہ یا اللہ! اپنے مقبول بندوں کے صدقے میں، اپنے اولیاء کے صدقے میں اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہماری دعاؤں کو قبول فرمالیجیے۔ بتادیا کہ انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ جائز ہے یعنی ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مانگنا جائز ہے، براہِ راست انبیاء و اولیاء کی قبروں سے مانگنا شرک ہے۔

بدعت کی خرافات

خیر یہ چند باتیں کہہ دیں تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ مسجدِ اشرف میں چراغاں کیوں نہیں ہوا۔ شکر ادا کرو کہ صحابہ کے مطابق ہمارا ربیع الاوّل گزرا ہے۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر مسجدِ نبوی میں چراغاں نہیں کیا، تو آج الحمدللہ ہماری مسجد میں بھی چراغاں نہیں ہوا۔ الحمدللہ! یہاں سنت کا نور ہے۔ سنت کا چراغ دل میں جلاؤ، سنتوں پر عمل کرو۔ ایک سنت کا نور سورج چاند سے بڑھ کر ہے۔ جس نے سنت پر عمل کر کے سنت کا نور حاصل کرلیا، اس کو ان چراغوں سے ان بلبوں سے کیا نسبت؟ اس کے دل میں تو سورج اور چاند سے زیادہ نور آگیا، کیوں کہ سورج اور چاند مخلوق کا نور ہے، اتباعِ سنت سے خالق کا نور دل میں آتا ہے۔

تسخیرِ مہر و ماہ مبارک تمہیں مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

ان کے دل میں اگر روشنی ہوتی تو جماعت سے نمازیں ادا کرتے، ان کے چہروں پر داڑھیاں ہوتیں، گھروں میں تصویریں نہ ہوتیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے تشریف لائے تھے کہ صرف ربیع الاوّل میں امت آپ کی محبت میں شعر پڑھ لے، جلوس نکال لے اور گھوڑے پر بیٹھ جائے؟ بعض علاقوں میں نعوذ باللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش دکھائی گئی اور آپ کی والدہ کی آواز نکالی گئی گویا کہ نو مہینے پورے ہوگئے، اس کے بعد ایک عورت نے تکلیف میں رونے کی آواز نکالی اور پھر ایک بچے کی پیدائش دکھائی گئی، وہ بچہ کیں کیں کررہا ہے اور کہا گیا کہ نعوذ باللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوگئے۔ یہ کیا ہورہا ہے؟ ذرا سوچو! یہ دین کا مذاق اُڑایا جارہا ہے یا نہیں؟ یہ عشقِ رسول ہے یا گستاخی ہے؟ ان حماقتوں پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔

میرا مقصد اس مضمون سے یہ تھا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ ہماری اس مسجد میں چراغاں نہیں ہوا اور صحابہ کے طریقے کی اتباع کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ یہ ڈے منانا، موت و پیدائش کا دن منانا اسلام میں نہیں ہے، یہ یورپ سے آیا ہے، کافروں سے آیا ہے۔ آپ ہمیں ایک مثال بتادیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ڈے منایا ہو یا، بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ڈے منایا ہو، یا کسی صحابی نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ڈے منایا ہو، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی کا ڈے منایا ہو۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں منایا، صحابہ نے نہیں منایا، تو ہم کیوں منائیں؟ اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ ایسے لوگوں کو ان کے مقتدا اور گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈے مناؤ، خوشی مناؤ، حلوہ ضرور پکاؤ۔ کیا یہ خوشی کا طریقہ ہے؟ خوشی کا طریقہ گناہ چھوڑنا ہے، خوشی کا طریقہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ یہ ہے اصلی خوشی۔ کوئی بیٹا ابّا کو رات دن حلوہ کھلائے، لیکن ابّا کی مرضی کے خلاف چلے تو کیا ابّا خوش ہوں گے؟ شبِ براءت میں حلوہ کھالیا اور کہا کہ صاحب یہ نبی کی سنت ہے، کیوں کہ احد کے دامن میں آپ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے تھے اور بقول ان کے حضرت اویس قرنی نے اپنے ۳۲ دانت توڑ لیے تھے کہ معلوم نہیں کون سا دانت شہید ہوا ہے۔ چلو ہم مان ہی لیتے ہیں کہ انہوں نے ۳۲ دانت توڑ دیے اور پھر ان کی اماں نے ان کو حلوہ کھلایا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ان کی اتباع میں ہم شبِ براءت کا حلوہ کھاتے ہیں، لیکن ذرا اس کی حقیقت بھی سن لیجیے کہ جنگِ اُحد شوّال میں ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے تھے، لیکن حلوہ شعبان میں دو مہینے ایڈوانس یعنی پیشگی کھا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سب حلوہ کھانے کی ترکیبیں ہیں اور من گھڑت باتیں بنائی ہیں۔ پھر حضرت اویس قرنی کی ۳۲ دانت توڑنے والی سنت تو مشکل تھی کہ پتھر کے بٹے سے دانت توڑنے پڑتے، لہٰذا وہ چھوڑ دی لیکن نرم حلوہ سارا نگل گئے۔ دو سنتوں میں سے نرم چارہ نگل لو اور مشکل والی چھوڑ دو۔ کیوں کہ استادوں سے سنا ہوگا کہ سوالات میں جو آسان سوال ہے اسے حل کر لو، مشکل سوال چھوڑ دو۔ اور پھر عبادت کی رات کو شیطان نے کیا کیا کہ حلوہ ٹھسوا کر پیٹ میں بلوہ مچا دیا، جب زیادہ حلوہ کھائے گا تو پیٹ میں ریاح کے دباؤ سے بلوہ مچے گا اور جب کھٹا کھٹ ہوا نکلے گی اور وضو نہیں رہے گا تو عبادت کیسے

کرے گا؟ اس لیے شیطان نے کیا چال چلی کہ خوب ٹھسوا دیا حلوہ اور حلوہ نے مچا دیا بلوہ، پھر کیسے نظر آئے گا خدا کا جلوہ؟ اللہ تعالیٰ گمراہی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

بس دعا کیجیے! اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر اور آپ کی ایک ایک سنت پر جان دینے کی توفیق عطا فرمائے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو ہمارے سینوں میں بھر دے اور بلا استحقاق سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہم سب کو خواب میں عطا کرے۔ ہم اس قابل نہیں ہیں، ہمیں اس کا استحقاق نہیں ہے لیکن آپ کریم ہیں، آپ بھی کریم ہیں اور آپ کا نبی بھی کریم ہے۔

یا رب تو کریمی و رسولے تو کریم

یا اللہ! تو بھی کریم ہے اور تیرا نبی بھی کریم ہے، دو کریموں کے کرموں میں ہماری کشتی ہے، یا اللہ! اپنی رحمت سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہم سب کو خواب میں نصیب فرما دے اور خواب میں زیارت سے بڑھ کر بھی ایک نعمت ہے اور وہ ہے آپ کی سنت پر عمل کی توفیق اور آپ کی نافرمانی سے بچنا۔ پس اے اللہ! یہ نعمت بھی عطا فرما دے اور اپنی اور اپنے نبی کی محبت سے ہمارے سینوں کو لبریز فرما دے اور جو لوگ آپ کے فرامینِ عالیہ کو پاش پاش کر رہے ہیں اے خدا! ہم سب کو توفیق عطا فرما دے کہ ہم آپ کے فرمانِ عالیشان کو سر آنکھوں پر رکھ کر اس پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی اتباعِ سنت اور صحیح اور حقیقی ربیع الاوّل نصیب فرمائے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اتباع والی نصیب فرمائے اور جذبۂ ایمان اور جذبۂ محبتِ رسول حضراتِ صحابہ والا اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے جو اللہ کے یہاں مقبول ہے، جس سے خدا راضی ہے، جن سے راضی ہونے کی سند اللہ نے قرآن میں نازل فرما دی کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ الحمدللہ! ہماری یہ مساجد اور ہمارا یہ عمل ان کے طریقے پر ہے جن سے اللہ راضی ہوا ہے۔ صحابہ کے طریقے کے خلاف جو ہیں ان کے لیے رضا مندی کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدعات سے محفوظ فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی مرتبت ذاتِ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے جو عزت اور فضیلت بخشی ہے مخلوقات میں سے کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ آدابِ محبتِ نبوت سے آگاہ نہ فرماتے تو ایسی اعلیٰ، ارفع اور مقدس ہستی کی محبت کا حق ادا کرنا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں محبتِ نبوی کی دو قسمیں ہیں، ایک مقبول اور دوسری غیر مقبول ان دونوں محبتوں کا معیار اتباعِ سنت اور مخالفتِ سنت ہے۔ اللہ اور رسول سے محبت اگر سنت کے خلاف ہے تو ہرگز مقبول نہیں بلکہ باعثِ پکڑ ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''آدابِ عشقِ رسول'' میں قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عشقِ رسول کے اہم مسئلہ کو نہایت واضح انداز میں بیان فرمایا ہے کہ عشق میں حدودِ شریعت سے نکل جانا اللہ کے نزدیک پسندیدگی کا نہیں بلکہ پکڑ کا باعث ہے۔

مسلمانوں کے قلوب میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق پر ان کی عظمت اور خشیت کا غلبہ ہونا چاہیے تاکہ وہ حد سے گزر کر بدعات اور گناہِ کبیرہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

www.khanqah.org

AW073